مخالفانہ حالات میں قبولیت دعا کے اعجاز

لئیق احمد مشتاق مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ سُرینام، جنوبی امریکہ۔

خالق کُل نے جب سے اس کائنات میں مخلوق کا نظام جاری فرمایا دعا کا نظام تب سے جاری ہوا۔ کیونکہ دعا عبودیت اور ربوبیت کے درمیان رشتہ قائم کرنے کا اوّلین و بہترین ذریعہ ہے۔ یہ خالق اور مخلوق کے درمیان سچا اور پاکیزہ تعلق قائم کرنے کا اصل طریق ہے۔ دعا کائنات کی جان اور حقیقی زندگی کی مراد ہے۔ دعا روح کی وہ پکار ہے جو نسل انسانی کی خمیر میں رکھی گئی۔ سچا اور کامل مذہب صرف اور صرف اس ہستی کے سامنے سربسجود ہونے اور دست دعا دراز کرنے کی تعلیم دیتا ہے جو اوّل بھی ہے آخر بھی، ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ وہ ایک ہی وَراءُ الوَرا ہستی ہے جو نِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ ہے۔

تجھے دنیا میں ہے کِس نے پکارا　　　کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا
تو پھر ہے کس قدر اس کو سہارا　　　کہ جس کا تُو ہی ہے سب سے پیارا

دعا نبوت کا ماحصل ہے ازل سے ہر پیغمبر کے زمانے دعا کا اعجاز ظاہر ہوا اور وقتِ مسیحا یعنی عصر حاضر میں بھی ہو رہا ہے۔ آدم سے لے کر عیسیٰ ابن مریم علیہم الصلوٰۃ والسلام تک مخالفانہ حالات میں قبولیت دعا کے حسین اعجاز ظاہر ہوئے اور محمد عربی ﷺ کے زمانے میں یہ واقعات اپنی معراج کو پہنچے اور چشم فلک نے انتہائی مخالفانہ حالات میں قبولیت دعا کے وہ اعجاز دیکھے جو تا ابد بے مثل و بے نظیر رہیں گے۔

بطور نمونہ چند واقعات ہدیہ قارئین ہیں۔

❖ اہلِ مکہ کے جور و ستم حد سے بڑھ چکے تھے، نہتے اور پرامن شہریوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا تھا۔ توحید کے مٹھی بھر متوالوں کے لئے ربّ العالمین کے حضور سربسجود ہونے کے تمام راستے مسدود کر دیے گئے تھے۔ ایک رات بیت اللہ کے سامنے عبادت کرتے ہوئے پیغمبرِ اسلام ﷺ نے اپنے پروردِگار سے عجیب دعا کی، کسی کے وہم و گمان میں نہیں تھا کہ دعا میں یہ بھی مانگا جاتا ہے۔ آپ اپنے مولا سے عرض کرتے ہیں:

”اللَّهُمَّ اَعِزَّ الْإِسْلاَمَ بِأَحَبِّ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ اِلَيْكَ: بِأَبِي جَهْلٍ، اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ۔“اے اللہ! ان دونوں یعنی ابو جہل اور عمر بن خطاب میں سے جو تجھے محبوب ہو اس کے ذریعہ اسلام کو طاقت و قوت عطا فرما۔

(سنن ترمذی کتاب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب فِي مَنَاقِبِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ حدیث نمبر: ۳۶۸۱)

عبد کامل ﷺ کی یہ دعا بار گاہ ایزدی میں یوں قبول ہوئی کہ وہ عمر بن خطاب جو گھر سے تیغ برہنہ لئے نکلتا ہے کہ آج محمد ﷺ کا کام تمام کر دوں گا، راستے میں کلام رحمٰن سن کر موم ہو جاتا ہے اور دار ارقم میں جا کر ہادی کامل ﷺ کے ہاتھ پر بک جاتا ہے۔ آقا دو جہاں ﷺ اس پر مسرت موقعہ پر یوں نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہیں کہ مکہ کی پہاڑیاں گونج اٹھی ہیں۔

❖ بدر کے میدان میں حق و باطل کا پہلا معرکہ در پیش ہے۔ ایک طرح سامان حرب سے لیس خونخوار جنگجو لشکر صف آرا ہے۔ دوسری طرف چند بے سر و سامان خیمہ زن ہیں۔

ایک سادہ سے خیمے میں عبد کامل معبود حقیقی کے سامنے سجدہ ریز ہے اور التجا یہ ہے:” اللَّهُمَّ اِنِّي اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ، اللَّهُمَّ اِنْ تَشَأْ لَا تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ۔“

پھر وہ تیز قدم اٹھائے خیمے سے نکلتے ہوئے بڑے جلال سے پڑھتا جاتا ہے سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ۔ پھر اسی شام خیمے میں کی گئی اس دعا کا اعجاز ظاہر ہوا اور 313 کمزور بے بس ایک ہزار کے لشکر جرار پر غالب آئے اور اس شان سے آئے کہ تا ابد بدری اصحاب کے نام امر ہو گئے۔

صحیح بخاری میں اس واقعہ کی تفصیل یوں بیان ہوئی ہے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، اَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ يَوْمَ بَدْرٍ:"اللَّهُمَّ اِنِّي اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ، اللَّهُمَّ اِنْ تَشَأْ لَا تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ"، فَأَخَذَ اَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ، فَقَالَ: حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، اَلْحَحْتَ عَلَى رَبِّكَ وَهُوَ يَثِبُ فِي الدِّرْعِ، فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ:" سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ."

(صحیح البخاری کِتَاب تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابُ قَوْلِهِ: {سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ}: حدیث نمبر: ۴۸۷۵)

”حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جبکہ آپ بدر کی لڑائی کے دن ایک خیمے میں تھے اور یہ دعا کر رہے تھے کہ اے اللہ! میں تجھے تیرا عہد اور تیرا وعدہ یاد دلاتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تو چاہے کہ اس دن کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے۔ اس پر ابو بکرؓ نے آپ کے ہاتھ کو پکڑ لیا اور عرض کیا: بس یا رسول اللہ! کافی ہے، آپ نے اپنے رب سے بہت ہی الحاح و زاری سے دعا کر لی ہے۔ اس دن آپ ﷺ زرہ پہنے ہوئے تھے۔ کبھی اٹھتے تھے کبھی بیٹھتے تھے۔ پھر آپ خیمہ سے نکلے تو زبان مبارک پر یہ آیت تھی: سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ضرور یہ انبوہِ کثیر ہزیمت دیا جائے گا اور وہ پیٹھ پھیر جائیں گے۔“

(صحیح البخاری کِتَاب تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابُ قَوْلِهِ: {سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ}: حدیث نمبر: ۴۸۷۵)

میدان بدر میں تضرع والحا سے کی گئی اس دعا کا اعجاز غزوہ احزاب تک جاری رہا جب مدینہ کو قدموں تلے روندے کا سیاہ سپنا آنکھوں میں سجائے آنے والے قبائل عرب خائب و خاسر لوٹے۔

❖ قبولیت دعا کا ایک اعجاز فتح مکہ کے سفر پر روانگی کے وقت ظاہر ہوا۔ اس کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے۔

ابن عقبہ، ابن اسحاق اور محمد بن عمر رحمہم اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان کے مدینہ سے چلے جانے کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ہمارے سفر کے لئے سامان تیار کرو۔ پھر آپ ﷺ نے دعا کی: اَللّٰهُمَّ خُذْ عَلٰى اَسْمَاعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ فَلَا يَرَوْنَا اِلَّا بَغْتَةً، وَلَا يَسْمَعُوْنَ بِنَا اِلَّا فَجْأَةً۔ یعنی اے اللہ! قریش کے کانوں اور ان کی آنکھوں کو روک لے یعنی ان کے جاسوسوں اور مخبروں کو روک لے کہ وہ ہمیں نہ دیکھ سکیں مگر یہ کہ اچانک ہم ان تک جا پہنچیں اور نہ ہی وہ ہمارے متعلق کوئی خبر معلوم کریں سوائے اس کے کہ اچانک انہیں ہماری خبر پہنچے۔

(سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد الجزء 5 صفحہ 202۔ ایڈیشن 2014ء۔ زاویہ پبلشرز لاہور)

انتہائی نامساعد اور مخالفانہ حالات کے باوجود آپ دس ہزار قدسیوں کے جلو میں تین سو میل کا طویل فاصلہ طے کر کے فاران کی چوٹیوں سے جلوہ گر ہوتے ہوئے مر الظہران تک جا پہنچے۔ مگر اہل مکہ کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔

دعا کے اعجاز کا ایک اور پاکیزہ نمونہ غزوہ حنین کے موقعہ پر ظاہر ہوا۔ تاریخ اسلام کا یہ واحد غزوہ ہے جس میں مسلمان گنتی میں دشمن سے زائد تھے۔ مگر ہوازن کے تیر اندازوں کے سامنے نہ ٹھہر سکے اور تتر بتر ہو گئے۔ اس نازک حالت میں اعلیٰ درجے کے جوانمرد نبی ﷺ مرد میدان بن کر تیروں کی برسات میں کھڑے ہوئے

تھے اور زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری تھے:" اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ، اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ۔" پھر میدان کارزار میں کھڑے کھڑے سرکار دو عالم ﷺ نے مولائے کُل سے ان الفاظ میں دعا کی:" اللّٰهُمَّ نَزِّلْ نَصْرَكَ ۔" احادیث میں اس واقعہ کی تفصیل یوں بیان ہوئی ہے۔ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى الْبَرَاءِ، فَقَالَ: اَكُنْتُمْ وَلَّيْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ يَا اَبَا عُمَارَةَ ؟، فَقَالَ: "اَشْهَدُ عَلَى نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا وَلَّى، وَلَكِنَّهُ انْطَلَقَ اَخِفَّاءُ مِنَ النَّاسِ وَحُسَّرٌ اِلَى هَذَا الْحَيِّ مِنْ هَوَازِنَ وَهُمْ قَوْمٌ رُمَاةٌ، فَرَمَوْهُمْ بِرِشْقٍ مِنْ نَبْلٍ كَأَنَّهَا رِجْلٌ مِنْ جَرَادٍ، فَانْكَشَفُوا فَأَقْبَلَ الْقَوْمُ اِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ يَقُودُ بِهِ بَغْلَتَهُ، فَنَزَلَ وَدَعَا وَاسْتَنْصَرَ وَهُوَ يَقُولُ: اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ، اللَّهُمَّ نَزِّلْ نَصْرَكَ "، قَالَ الْبَرَاءُ: كُنَّا وَاللَّهِ اِذَا احْمَرَّ الْبَأْسُ نَتَّقِي بِهِ، وَاِنَّ الشُّجَاعَ مِنَّا لَلَّذِي يُحَاذِي بِهِ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (صحیح مسلم كِتَاب الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ باب فِي غَزْوَةِ حُنَيْنٍ: حدیث نمبر: ۴۶۱۶)

"ابو اسحاق سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضرت براءؓ کے پاس آیا اور پوچھا اے ابو عمارہ! کیا آپ لوگ حنین کے دن پیٹھ پھیر گئے تھے؟ تو انہوں نے کہا میں نبی ﷺ کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے پیٹھ نہیں دکھائی تھی، لیکن جلد باز لوگ اور بغیر ہتھیاروں کے لوگ ہوازن قبیلے کی طرف بڑھے اور وہ تیر انداز قوم تھی انہوں نے ایسے تیروں کی بارش کی گویا ٹڈی دَل ہیں۔ جس کے نتیجے میں وہ اپنی جگہ چھوڑ گئے۔ پھر ہوازن کے لوگ رسول اللہ ﷺ کی طرف بڑھے، ابو سفیان بن حارثؓ آپ کے خچر کو پکڑ کر چلا رہے تھے، تو آپ نیچے اترے، دعا کی اور اللہ سے مدد طلب کی آپ کہہ رہے تھے

میں نبی ہوں یہ کوئی جھوٹ نہیں — میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں

اے اللہ! اپنی مدد نازل فرما۔ حضرت براءؓ نے کہتے ہیں اللہ کی قسم! جب جنگ شدت اختیار کر جاتی تو ہم آپ کی اوٹ لیتے تھے اور ہم میں سے بہادر وہ سمجھا جاتا تھ جو آپ ﷺ کے پہلو میں یعنی نبی ﷺ کے ساتھ کھڑا رہتا تھا۔"

اس دعا کا اعجاز نصرت الٰہی کی صورت میں اس طرح ظاہر ہوا: "ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ۔ (سُوْرَةُ التَّوْبَةِ:9۔26)"۔ پھر اللہ نے اپنے رسول اور مومنوں پر اپنی سکینت نازل کی اور ایسے لشکر اتارے جنہیں تم دیکھ نہیں سکتے تھے اور اس نے ان لوگوں کو عذاب دیا جنہوں نے کفر کیا تھا اور کافروں کی ایسی ہی جزا ہوا کرتی ہے۔"

یہ اس مقدس و مطہّر رسول ﷺ کی پاکیزہ زندگی کے چند واقعات ہیں جس کا پل پل قبولیت دعا کا اعجاز ظاہر کرنے والا تھا۔ جسے رب ذوالجلال نے تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اُس کی مرادیں اس کی زندگی میں اُس کو دیں۔

ہم وہ **خوش نصیب** لوگ ہیں جو وقت مسیحا میں پیدا ہوئے، وہ مسیح و مہدی جس کی آمد بذات خود عرب کے بیابانوں میں ظاہر ہونے والے سید الانبیاء سیّد الاحیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی دعا کا اعجاز ہے۔ وہ اصدق الصادقین کی پیشگوئیوں کے مطابق اپنے موعود وقت پر ظاہر ہوا اور وحی الٰہی کے مطابق دین اسلام کو زندہ کرنے، شریعت کو قائم کرنے اور امت کو دین واحد پر جمع کرنے کے مشن پر کمربستہ ہوا۔ سنت ابنیاء کے مطابق اسے بھی قدم قدم پر آزمائشوں ابتلاؤں اور مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر وہ یار نہاں میں نہاں ہو کر دن بدن فتح و ظفر کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے نکلی یہ دعا کیا اعجاز رکھتی ہے: "اَللّٰھُمَّ فَاحْفَظْنَا مِنْ فِتْنَتِهِمْ وَ بَرِّئْنَا مِنْ تُهْمَتِهِمْ وَاخْصُصْنَا بِحِفْظِكَ وَاصْطَفَائِكَ وَ خَيْرِكَ۔ وَ لَا تَكِلْنَا اِلٰى كَلَاءَةِ غَيْرِكَ۔" اے اللہ ان کے فتنے سے ہمیں محفوظ رکھ اور ان کے جھوٹے الزام سے ہمیں بری فرما اور اپنی حفاظت اور اپنی پسندیدگی اور اپنی خیر کے لئے ہمیں خاص کر لے اور اپنے سوا کسی اور کی حفاظت میں نہ دینا۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5۔ صفحہ 5۔ ترجمہ از عربی، ایڈیشن 2021ء اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لندن)

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام مجسم دعا تھے۔ آپ کی ہر سانس، آپ کی زندگی کا ہر لمحہ، آپ کے وجود کا ہر ذرّہ آپ کی روح کا ہر جذبہ اپنے محبوب ربّ کے حضور دعا سے تعبیر تھا۔ آپ کی ہر مہم دعا کے ساتھ شروع ہوتی، دعا کے ساتھ جاری رہتی اور دعا کے ساتھ ہی ختم ہوتی۔

ربِّ رحمٰن ورحیم نے اپنے اس فرستادے کی دعاؤں کو بھی شرف قبولیت بخشا، غیر ممکن کو ممکن میں بدلا اور ایک زمانہ اس اعجاز کا گواہ بنا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات، اشتہارات، فرمودات و ملفوظات قبولیت دعا کے ہزاروں لاکھوں واقعات سے مرصع ہیں۔ بطور نمونہ چند واقعات درج کئے جاتے ہیں۔

❖ سردار نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کا لڑکا عبد الرحیم خاں ایک شدید محرقہ تپ کی بیماری سے بیمار ہو گیا تھا اور کوئی صورت جان بری کی دکھائی نہیں دیتی تھی گویا مردہ کے حکم میں تھا۔ اُس وقت میں نے اُس کے لئے دعا کی تو معلوم ہوا کہ تقدیر مبرم کی طرح ہے تب میں نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ یا الٰہی میں اس کے لئے شفاعت کرتا ہوں۔ اس کے جواب میں خدا تعالیٰ نے فرمایا مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یعنی کس کی مجال ہے کہ بغیر اذن الٰہی کے کسی کی شفاعت کر سکے تب میں خاموش ہو گیا بعد اس کے بغیر توقف کے یہ الہام ہوا انك انت المجاز۔ یعنی تجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی گئی تب میں نے بہت تضرّع اور ابتہال سے دعا کرنی شروع کی۔ تو خدا تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اور لڑکا گویا قبر میں سے نکل کر باہر آیا اور آثار صحت ظاہر ہوئے اور اس قدر لاغر ہو گیا تھا کہ مدّت دراز کے بعد وہ اپنے اصلی بدن پر آیا اور تندرست ہو گیا اور زندہ موجود ہے۔" (روحانی خزائن جلد22، حقیقۃ الوحی صفحہ 329، 330۔ ایڈیشن 2021ء اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لندن)

❖ نواب محمد حیات خان جو ڈویژنل جج تھا کسی فوجداری الزام میں معطل ہو گیا تھا اور کوئی صورت اُس کی رہائی کی نظر نہیں آتی تھی تب اُس نے مجھ سے دعا کی درخواست کی اور میں نے دعا کی تب میرے پر خدا نے ظاہر کیا کہ وہ بری ہو جائے گا اور یہ خبر اُس کو اور بہت سے لوگوں کو قبل از وقت سنا دی گئی جیسا کہ براہین احمدیہ میں مفصل درج ہے آخر وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بَری ہو گیا۔

(روحانی خزائن جلد22، حقیقۃ الوحی صفحہ 345۔ ایڈیشن 2021ء اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لندن)

❖ یہ نشان پہلے اِس سے میں نے اپنے رسالہ تذکرۃ الشہادتین کے اخیر میں لکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ اکتوبر 1903ء کو میں نے ارادہ کیا تھا کہ صاحبزادہ عبد اللطیف اور شیخ عبد الرحمن صاحب کی شہادت کے بارہ میں جو نہایت ظلم سے قتل کئے گئے ایک رسالہ لکھوں جس کا نام تذکرۃ الشہادتین تجویز کیا تھا لیکن اتفاقاً مجھے درد گردہ شروع ہو گیا اور میرا ارادہ تھا کہ ۱۶/ اکتوبر ۱۹۰۳ء تک وہ رسالہ ختم کر لوں کیونکہ 12/ اکتوبر 1903ء کو ایک فوجداری مقدمہ کے لئے جو ایک مخالف کی طرف سے میرے پر دائر تھا گورداسپور میں جانا ضروری تھا تب میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ یا الٰہی میں شہید مرحوم عبد اللطیف کے لئے رسالہ لکھنا چاہتا ہوں اور درد گردہ شروع

ہو گئی ہے مجھے شفا بخش اور اِس سے پہلے مجھے ایک دفعہ دس 10 دن برابر درد گردہ رہی تھی اور میں اس سے قریب موت ہو گیا تھا۔ اب کی دفعہ بھی وہی خوف دامنگیر ہو گیا میں نے اپنے گھر کے لوگوں کو کہا کہ میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہو تب میں نے اپنی شفا کے لئے اس سخت درد کی حالت میں دعا کی اور انہوں نے آمین کہی پس میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی قسم ہر ایک گواہی سے زیادہ اعتبار کے لائق ہے کہ ابھی میں نے دعا تمام نہیں کی تھی کہ میرے پر غنودگی طاری ہوئی اور الہام ہوا سَلامٌ قَوْلاً من ربّ رحیم مَیں نے اُسی وقت یہ الہام اپنے گھر کے لوگوں اور اُن سب کو جو حاضر تھے سُنا دیا اور خدائے علیم جانتا ہے کہ صبح کے چھ ۶ بجے سے پہلے میں بکلّی صحت یاب ہو گیا اور اُسی دن میں نے آدھی کتاب تصنیف کر لی فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

(روحانی خزائن جلد22، حقیقۃ الوحی صفحہ 358، 359۔ ایڈیشن 2021ء اسلام انٹر نیشنل پبلیکشنز لندن)

❖ جب ہم بہار کی موسم میں 1905ء میں باغ میں تھے تو مجھے اپنی جماعت کے لوگوں میں سے جو باغ میں تھے کسی ایک کی نسبت یہ الہام ہوا تھا کہ خدا کا ارادہ ہی نہ تھا کہ اُس کو اچھا کرے مگر فضل سے اپنے ارادہ کو بدل دیا۔ اِس الہام کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ سید مہدی حسین صاحب جو ہمارے باغ میں تھے اور ہماری جماعت میں داخل ہیں اُن کی بیوی سخت بیمار ہو گئی۔ وہ پہلے بھی تپ اور ورم سے جو مُنہ اور دونوں پیروں اور تمام بدن پر تھی بیمار تھی اور بہت کمزور تھی اور حاملہ تھی پھر بعد وضع حمل جو باغ میں ہوا اس کی حالت بہت نازک ہو گئی اور آثار نومیدی ظاہر ہو گئے اور میں اُس کے لئے دعا کرتا رہا آخر خدا تعالیٰ کے فضل سے اُس کو دوبارہ زندگی حاصل ہوئی۔ اِس امر کے گواہ اخویم حکیم مولوی نور دین صاحب مولوی محمد علی صاحب ایم.اے. مفتی محمد صادق صاحب اور خود مہدی حسین صاحب اور تمام وہ دوست ہیں جو میرے ساتھ باغ میں تھے۔ دعا کے بعد دوسرے روز سید مہدی حسین کی اہلیہ کی زبان پر یہ الہام منجانب اللہ جاری ہوا۔ تو اچھی تو نہ ہوتی مگر حضرت صاحب کی دعا کا سبب ہے کہ اب تو اچھی ہو جائے گی۔

(روحانی خزائن جلد22، حقیقۃ الوحی صفحہ 378، 379۔ ایڈیشن 2021ء اسلام انٹر نیشنل پبلیکشنز لندن)

❖ اپنے ایک صحابی کا واقعہ یوں تحریر فرماتے ہیں کہ:" صوبیدار غلام محمد خان کے لڑکے عطا محمد کو ایک دیوانے کُتے نے کاٹا اور یہ لڑکا اُس کتے کی زہر سے بیمار ہو کر مر گیا اُسی دیوانے کُتے نے راقم کے لڑکے عبد المجید کو بھی کاٹا تھا ایسا اتفاق ہوا کہ یہاں کے باشندے ایک سیّد صاحب کو لے آئے کہ یہ کڑا ڈال کر طاعون کو روکے گا خاکسار اس کڑا میں شامل نہ ہوا۔ دوسرے روز صبح کے وقت خاکسار کا لڑکا عبد المجید بیمار ہو گیا ذرا سی آواز اور

آہٹ سے ایسی زور کی تشنجوں کا دورہ ہوتا تھا کہ الامان عضلات تنفس کے تشنج سے سخت دم کشی ہو کر چہرہ نیلا پڑ جاتا اور یہی معلوم ہوتا کہ اب دم ختم ہوتا ہے۔ چونکہ تمام لوگ صوبیدار صاحب کے لڑکے کی حالت دیکھ چکے تھے اس لئے ہر ایک یہی کہتا کہ یہ لڑکا دم بھر کا مہمان ہے راقم عاجز بھی طب کی رو سے عبد المجید کو مردہ تصور کر چکا۔ اُدھر مخالفوں کے طعنے کو دیکھا کہ بزرگوں کے نہ ماننے اور کڑا میں شامل نہ ہونے کا یہ نتیجہ ہے۔ الغرض اس صدمہ نے میرے دل کو پانی کر دیا تب میں سجدہ میں گر کر دعا کرنے لگا کہ اے بے کسوں اور عاجزوں کے مدد گار اور گنہگاروں پر رحم فرمانے والے رحیم خدا تو جانتا ہے کہ آج میرے مخالف محض اس سبب سے خوش ہو رہے ہیں کہ میں تیرے فرستادہ اور مُرسل جناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح موعود اور مہدی معہود مانتا ہوں سوائے میرے خدا تو اس لڑکے کو صحت بخش تا کہ یہ مُردہ زندہ ہو کر مسیح محمدی کی صداقت پر ایک نشان ہو اس دعا کے بعد اُن علامات مُنذرہ میں تخفیف ہونے لگی یہاں تک کہ کچھ روز کے بعد بالکل صحت ہو گئی۔ الحمدللہ۔

اس نشان کو ہمارے گاؤں کے تمام لوگوں نے دیکھا ہے مخالف سے مخالف آدمی بھی اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ واقعی وہ تمام علامتیں جو اس مرض میں پائی جاتی ہیں برخوردار عبد المجید کی مرض میں موجود تھیں دیوانہ کتے کا لڑنا (یعنی کاٹنا) اور پھر صوبیدار صاحب کے لڑکے کا اس کُتے کی زہر سے انہیں علامات کے ساتھ مر جانا یہ سب کچھ ہمارے گاؤں کے لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں مگر تعصب اور ضد کا ستیاناس ہو پھر بھی لوگ مخالفت سے باز نہیں آتے۔ اے خدا کے پیارے رسول۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ گنہگار پر بڑا رحم کیا ہے اور محض اپنے فضل سے اس عاجز کو مُردہ کے زندہ ہونے کا معجزہ اپنے گھر میں دکھا دیا دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ ہم کو اور ہمارے دوسرے بھائیوں کو آپ کی فرمانبرداری میں موت دے اور حشر نشر میں ہم آپ کے ساتھ ہوں۔ آمین راقم آپ کا خادم کرم داد از دو المیال ضلع جہلم۔" (روحانی خزائن جلد 22، حقیقۃ الوحی صفحہ 384، 385۔ ایڈیشن 2021ء اسلام انٹر نیشنل پبلیکیشنز لندن)

❖ ایک دفعہ خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر ریاست پٹیالہ نے اپنے کسی اضطراب اور مشکل کے وقت میری طرف خط لکھا کہ میرے لئے دعا کریں چونکہ انہوں نے کئی دفعہ ہمارے سلسلہ میں خدمت کی تھی اس لئے اُن کے لئے دعا کی گئی تب منجانب اللہ الہام ہوا:

چل رہی ہے نسیم رحمت کی جو دُعا کیجئے قبول ہے آج

اس دعا کے بعد خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے وہ مشکلات اُن کے دور کر دیئے اور انہوں نے شکر گذاری کا خط لکھا اس واقعہ کا وہی خط گواہ ہے جو میرے کسی بستہ میں موجود ہو گا اور کئی اور لوگ گواہ ہیں بلکہ اُس وقت صدہا

آدمیوں میں یہ میرا الہام شہرت پا گیا تھا اور نواب علی محمد خان مرحوم رئیس جھجر نے بھی اپنی یادداشت میں اس کو لکھ لیا تھا۔ (روحانی خزائن جلد 22، حقیقۃ الوحی صفحہ 393،394۔ایڈیشن 2021ء اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لندن)

خدا تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی حالات میں تمام مقدمات میں سرخرو کیا، آپ کو ہتھکڑیاں پہنانے کی آرزو رکھنے والے چندو لعل جیسے جج خائب و خاسر رہے اور کرسی سے اتارے گئے۔ آپ کے مخالفین آپ کی دعاؤں کے طفیل راندہ درگاہ ہو کر دنیا سے رخصت ہوئے۔ بے شمار مواقعہ پر خدا تعالیٰ نے غیب سے مالی مدد کا معجزانہ انتظام کیا، آپ کی دعاؤں کے طفیل بیماروں کو صحت ملی۔ خدا تعالیٰ نے آپ کے قلم کو "ذوالفقار" بیان فرمایا جس سے آپ نے علم و معرفت کے دریا بہا دیئے اور روحانی خزائن تقسیم فرمائے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی قدم قدم ایک اعجاز تھی۔

اس زمانے کا حصن حصین انسانیت کو عافیت کے حصار میں داخل کرنے کے لئے پل پل بارگاہ ایزدی میں سربسجود رہا، اور راہ میں آنے والی تمام مشکلات حقیقی مشکل کشا کے سامنے پیش کرتا رہا۔

ذرا اِس دعا کی ماہیت پر غور فرمائیں: "19/ اپریل 1904ء کو فرمایا کہ مَیں اپنی جماعت کے لئے اور قادیان کے لئے دعا کر رہا تھا تو یہ الہام ہوا: "زندگی کے فیشن سے دُور جا پڑے ہیں۔ فَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيْقًا۔" پس پیس ڈال ان کو خوب پیس ڈالنا۔ فرمایا: میرے دل میں آیا کہ اس پیس ڈالنے کو میری طرف کیوں منسوب کیا گیا ہے۔ اتنے میں میری نظر اس دعا پر پڑی جو ایک سال ہوا بیت الدّعا پر لکھی ہوئی ہے اور وہ دعا یہ ہے: "يَا رَبِّ فَاسْمَعْ دُعَآئِيْ وَ مَزِّقْ اَعْدَآئَكَ وَاَعْدَآئِيْ وَ اَنْجِزْ وَعْدَكَ وَانْصُرْ عَبْدَكَ وَاَرِنَا اَيَّامَكَ وَشَهِّرْ لَنَا حُسَامَكَ وَلَاتَذَرْ مِنَ الْكَافِرِيْنَ شَرِيْرًا۔ یعنی "اے میرے رَبّ! تو میری دعا سن اور اپنے دشمنوں اور میرے دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور اپنا وعدہ پورا فرما اور اپنے بندے کی مدد فرما اور ہمیں اپنے دن دکھا اور ہمارے لئے اپنی تلوار سونت لے اور انکار کرنے والوں میں سے کسی شریر کو باقی نہ رکھ۔"

اِس دعا کو دیکھنے اور اس الہام کے ہونے سے معلوم ہوا کہ یہ میری دعا کی قبولیت کا وقت ہے۔ پھر فرمایا۔ ہمیشہ سے سُنّت اللہ اسی طرح پر چلی آتی ہے کہ اس کے ماموروں کی راہ میں جو لوگ روک ہوتے ہیں اُن کو ہٹا دیا کرتا ہے۔

یہ خدا تعالیٰ کے بڑے فضل کے دن ہیں۔ ان کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان اور یقین بڑھتا ہے کہ وہ کس طرح ان اُمور کو ظاہر کر رہا ہے۔" (ملفوظات جلد ششم صفحہ 138، ایڈیشن 2022ء۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لندن)

عدُو جب بڑھ گیا شور و فُغاں میں نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں

ہوا مُجھ پر وہ ظاہر میرا ہادی فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

امام آخرالزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے تمام معاندین و مکذّبین اور شریر و فتنہ پرور دشمنان اسلام واحمدیت کو دعا کا یہ چیلنج بھی ایک اعجاز ہی تو ہے جو رہتی دنیا تک آپ کی صداقت پر دلیل ناطق رہے گا، فرماتے ہیں: "مجھ سے یہ لوگ کیوں بخل کرتے ہیں اگر خدا نہ چاہتا تو مَیں نہ آتا۔ بعض دفعہ میرے دل میں یہ بھی خیال آیا کہ مَیں درخواست کروں کہ خدا مجھے اس عہدہ سے علیحدہ کرے اور میری جگہ کسی اور کو اس خدمت سے ممتاز فرمائے پر ساتھ ہی میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ اس سے زیادہ اور کوئی سخت گناہ نہیں کہ مَیں خدمت سپرد کردہ میں بُزدلی ظاہر کروں۔ جس قدر میں پیچھے ہٹنا چاہتا ہوں اُسی قدر خدا تعالیٰ مجھے کھینچ کر آگے لے آتا ہے۔ میرے پر ایسی رات کوئی کم گذرتی ہے جس میں مجھے یہ تسلّی نہیں دی جاتی کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور میری آسمانی فوجیں تیرے ساتھ ہیں۔ اگرچہ جو لوگ دل کے پاک ہیں مرنے کے بعد خدا کو دیکھیں گے لیکن مجھے اسی کے مُنہ کی قسم ہے کہ مَیں اب بھی اس کو دیکھ رہا ہوں۔ دنیا مجھ کو نہیں پہنچانتی لیکن وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ مَیں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ قارون اور یہودا اسکریوطی اور ابو جہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے۔ میں ہر روز اس بات کے لئے چشم پُر آب ہوں کہ کوئی میدان میں نکلے اور منہاج نبوت پر مجھ سے فیصلہ کرنا چاہے۔ پھر دیکھے کہ خدا کس کے ساتھ ہے۔ مگر میدان میں نکلنا کسی مخنث کا کام نہیں ہاں غلام دستگیر ہمارے ملک پنجاب میں کفر کے لشکر کا ایک سپاہی تھا جو کام آیا۔ اب ان لوگوں میں سے اس کے مثل بھی کوئی نکلنا محال اور غیر ممکن ہے۔ اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دُعا نہیں سُنے گا اور نہیں رُکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کر لے۔ اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے

ساتھ نہ ہو تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے اور اگر تم گواہی کو چھپاؤ تو قریب ہے کہ پتھر میرے لئے گواہی دیں۔ پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو کاذبوں کے اور مُنہ ہوتے ہیں اور صادقوں کے اَور۔ خدا کسی امر کو بغیر فیصلہ کے نہیں چھوڑتا۔ مَیں اس زندگی پر لعنت بھیجتا ہوں۔ جو جھوٹ اور افترا کے ساتھ ہو اور نیز اس حالت پر بھی کہ مخلوق سے ڈر کر خالق کے امر سے کنارہ کشی کی جائے۔ وہ خدمت جو عین وقت پر خداوند قدیر نے میرے سپرد کی ہے اور اسی کے لئے مجھے پیدا کیا ہے ہرگز ممکن نہیں کہ مَیں اس میں سُستی کروں اگرچہ آفتاب ایک طرف سے اور زمین ایک طرف سے باہم مل کر مجھے کچلنا چاہیں۔ انسان کیا ہے محض ایک کیڑا اور بشر کیا ہے محض ایک مضغہ۔ پس کیوں کر مَیں حيّ قیّوم کے حکم کو ایک کیڑے یا ایک مضغہ کے لئے ٹال دوں۔ جس طرح خدا نے پہلے مامورین اور مکذبین میں آخر ایک دن فیصلہ کر دیا اسی طرح وہ اس وقت بھی فیصلہ کرے گا۔ خدا کے مامورین کے آنے کے لئے بھی ایک موسم ہوتے ہیں اور پھر جانے کے لئے بھی ایک موسم۔ پس یقیناً سمجھو کہ مَیں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا۔ خدا سے مت لڑو یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کر دو۔" (اربعین نمبر 3، روحانی خزائن جلد 17۔ صفحہ 399،400۔ ایڈیشن 2021ء۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکشنز لندن)

جماعت احمدیہ روئے زمین پر وہ یکہ و تنہا جماعت ہے جس میں الٰہی بشارات اور الہامی نوشتوں کے مطابق خلافت کا نظام جاری ہے۔ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ کی جاری ازلی تقدیر کے مطابق ایک کے بعد دوسرا خلیفہ الٰہی منشا کے مطابق اس مسند پر متمکن ہوتا ہے۔ خلافت کے زیر سایہ جماعت احمدیہ کی ایک سو سترہ سالہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ایک کے بعد دوسرے خلیفہ نے بلند نگاہ اور دلنواز سخن کے ساتھ اس درخت کی آبیاری کی۔ ایک کے بعد دوسرے خلیفہ کی مقدس زندگی خدمتِ اسلام کی جہدِ مسلسل اور شبانہ روز عملی کوششوں جماعت کی تعلیم و تربیت اشاعتِ قرآن اور سجود و قیام سے عبارت ہے۔ دکھوں اور ابتلاؤں کے وقت باطل کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بننے کے ساتھ ساتھ یہ وجود ہر ایسی مشکل کے وقت اپنی جماعت کو اپنے پروں کے نیچے دبائے ہوئے مرد میدان کی طرح سینہ سپر رہے۔ ہر خلیفہ کا زندہ خدا سے زندہ تعلق رہا اور ان کی دعاؤں کی قبولیت کے ایسے اثمار ظاہر ہوئے جو ہر صاحب شعور انسان کے ایمان کی تقویت کا موجب بنتے ہیں۔ "میں تیرا ہوں تو میرا خدا میرا خدا ہے" کا دلربا دعویٰ صرف اور صرف خلفائے احمدیت کا خاصہ ہے۔ اور جماعت احمدیہ کی تاریخ اس حقیقت کو روز روشن کی طرح واضح کرتی ہے۔ ہر خلیفہ کے زمانے میں قبولیت دعا کے اعجاز ظاہر ہوئے۔ مختلف علما، گروہوں اور تنظیموں کی طرف سے جاری مخالفت کا سلسلہ خلافت ثالثہ میں حکومتی اور بین الاقوامی سطح پر پہنچ گیا۔ حسد کی یہ

آگ آج بھی سلگ رہی ہے، ذرائع ابلاغ کی جدت اور سوشل میڈیا کی آمد کے بعد کے بعد ایک طوفان بدتمیزی ہے جو عاشق محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی جماعت کے خلاف برپا ہے۔ مگر ناکامی گذشتہ کل بھی مخالفین کا مقدر تھی آج بھی ہے اور آنے والے کل بھی انہی کا نصیب بنے گی۔ جنھوں نے اپنے گھناؤنے چہروں کو تفت اور علمیت دینی کے نقابوں سے ڈھانپ رکھا ہے اور اسلام خطرے میں ہے کا نعرہ لگا کر دن رات ہرزہ سرائیوں میں مصروف ہیں۔

خلیفۃ المسیح الاوّل حاجی الحرمین حضرت مولوی حکیم نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی دعا سے عبارت ہے۔ آپ ایک عظیم الشان عالم باعمل اور زندہ جاوید انسان تھے۔ امام وقت کے قدموں پر نثار ہونے سے پہلے ہی دعاؤں کی قبولیت کے خارق عادت معجزات آپ کی پاکیزہ زندگی کا حصہ تھے اور صدیق کے مقام پر فائز ہونے کے بعد آپ کی شخصیت نئی شان کے ساتھ جلوہ گر ہوئی۔

❖ محترم چوہدری غلام محمد صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک شاگرد کی روایت بیان کرتے ہیں کہ: ”ایک دفعہ حضرت مولوی صاحب کشمیر سے راولپنڈی کے راستہ سے واپس آرہے تھے کہ دوران سفر میں روپیہ ختم ہو گیا۔ میں نے اس بارہ میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا، یہ گھوڑی چار پانچ صد روپیہ میں بیچ دیں گے فوراً بِک جائے گی اور خرچ کے لیے روپیہ کافی ہو جائے گا۔ آپ نے وہ گھوڑی سات سو روپیہ میں خریدی تھی۔ تھوڑی دور ہی گئے کہ گھوڑی کو درد قولنج ہوا اور راولپنڈی پہنچ کر وہ مر گئی۔ ٹانگے والوں کو کرایہ دینا تھا۔ آپ ٹہل رہے تھے، میں نے عرض کی ٹانگہ والے کرایہ طلب کرتے ہیں۔ آپ نے نہایت رنج کے لہجہ میں فرمایا کہ نورالدین کا خدا تو وہ مرا پڑا ہے۔ اب اپنے اصل خدا کی طرف توجہ کرتے ہیں وہی کارساز ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک سکھ اپنے بوڑھے بیمار باپ کو لے کر حاضر ہوا۔ آپ نے اسے دیکھ کر نسخہ لکھا اس نے ہمیں اتنی رقم دے دی کہ جموں تک کے اخراجات کے لیے کافی ہو گئی۔“

(حیات نور از عبدالقادر صاحب صفحہ 168، 169۔ ایڈیشن 2003ء۔ نظارت نشر و اشاعت قادیان)

اس گوہر آبدار کا دامن مسیح سے وابستہ ہونا خود اپنی ذات میں قبولیت دعا کا ایک زندہ معجزہ ہے۔ حضرت مسیح الزمان علیہ الصلوٰۃ و السلام کے قلب اطہر کے جذبات کا کیا عالم تھا، ملاحظہ فرمائیں: ”جب سے میں اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے مامور کیا گیا ہوں اور حیّ و قیوم کی طرف سے زندہ کیا گیا ہوں دین کے چیدہ مددگاروں کی طرف شوق کرتا ہوں اور وہ شوق اس شوق سے بڑھ کر ہے جو ایک پیاسے کو پانی کی طرف ہوتا ہے اور میں رات دن خدا تعالیٰ

کے حضور میں چلاتا تھا اور کہتا تھا کہ اے میرے رب! میرا کون ناصر و مددگار ہے۔ میں تنہا اور ذلیل ہوں۔ پس جبکہ دعا کا ہاتھ پے در پے اُٹھا اور آسمان کی فضا میری دعا سے بھر گئی تو اللہ تعالیٰ نے میری عاجزی اور دعا کو قبول کیا اور رب العالمین کی رحمت نے جوش مارا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مخلص صدیق عطا فرمایا جو میرے مددگاروں کی آنکھ ہے اور میرے ان مخلص دوستوں کا خلاصہ ہے جو دین کے بارے میں میرے دوست ہیں۔ اس کا نام اس کی نورانی صفات کی طرح نورالدین ہے۔ وہ جائے ولادت کے لحاظ سے بھیروی اور نسب کے لحاظ سے قریشی ہاشمی ہے جو کہ اسلام کے سرداروں میں سے اور شریف والدین کی اولاد میں سے ہے۔ پس مجھ کو اس سے ایسی خوشی ہوئی گویا کوئی جدا شدہ عضو مل گیا اور ایسا سرور ہوا جس طرح کہ حضرت نبی کریم ﷺ حضرت فاروقؓ کے ملنے سے خوش ہوئے تھے۔ اور جب وہ میرے پاس آیا اور مجھ سے ملا اور میری نظر اس پر پڑی تو میں نے اس کو دیکھا کہ وہ میرے رب کی آیات میں سے ایک آیت ہے اور مجھے یقین ہو گیا کہ میری دعا کا نتیجہ ہے جس پر میں مداوت کرتا تھا اور میری فراست نے مجھے بتادیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منتخب بندوں میں سے ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5۔ صفحہ 581، 582۔ ترجمہ از عربی، ایڈیشن 2021ء اسلام انٹر نیشنل پبلیکیشنز لندن)

عصر حاضر میں ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ نُبُوَّةٍ کی پیشگوئی اسی وجود باجود کے ذریعہ پوری ہوئی۔ اور آپ کی دعاؤں کی قبولیت کے اعجاز ظاہر ہوئے۔

❖ حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالویؓ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ تحریر فرماتے ہیں کہ: "ایک روز آپ (حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ) نے فرمایا کہ ایک احمدی فوجی انڈین آفیسر ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ حضور دعا فرمائیں کہ میں لڑائی میں بھی نہ جاؤں اور مجھے تمغہ بھی مل جائے۔ میں نے کہا کہ ہمیں تو آپ کے قواعد کا علم نہیں۔ معلوم نہیں تمغہ کس طرح ملا کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ میڈل اسے ملتا ہے جو لڑائی میں جائے۔ میں نے کہا کہ پھر آپ کو بغیر لڑائی میں جانے کے کیونکر مل سکتا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ حضور دعا فرمائیں۔ ہم نے کہا کہ اچھا ہم دعا کریں گے۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ آئے اور بتلایا کہ حضور کی دعا سے مجھے تمغہ مل گیا ہے اور دریافت کرنے پر بتلایا کہ میں base میں تھا کہ میرے نام حکم پہنچا کہ لڑائی کے میدان میں پہنچو۔ میں ڈرا مگر چل پڑا۔ ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا مگر وہ حد پار کر چکا تھا جس کے عبور کرنے پر ایک فوجی افسر تمغہ کا حقدار متصور ہوتا ہے کہ پھر حکم ملا کہ واپس چلے آؤ۔ صلح ہو گئی ہے اور لڑائی بند ہے۔ اس طرح حضور کی دعا سے میں لڑائی پر بھی نہیں گیا اور مجھے تمغہ بھی مل گیا۔" (اصحاب احمد جلد 3 صفحہ 94۔ از ملک صلاح الدین ایم اے)

❖ محترم چودھری غلام محمد صاحب بی اے کا بیان ہے کہ:"1909ء کے موسم برسات میں ایک دفعہ لگاتار آٹھ روز بارش ہوتی رہی جس سے قادیان کے بہت سے مکانات گر گئے۔ حضرت نواب محمد علی خان صاحب مرحوم نے قادیان سے باہر نئی کوٹھی تعمیر کی تھی وہ بھی گر گئی۔ آٹھویں یا نویں دن حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظہر کی نماز کے بعد فرمایا کہ میں دعا کرتا ہوں آپ سب لوگ آمین کہیں۔ دعا کرنے کے بعد آپؓ نے فرمایا کہ میں نے آج وہ دعا کی ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر میں صرف ایک دفعہ کی تھی۔ دعا کے وقت بارش بہت زور سے ہو رہی تھی۔ اس کے بعد بارش بند ہو گئی اور عصر کی نماز کے وقت آسمان بالکل صاف تھا اور دھوپ نکلی ہوئی تھی۔"

(حیات نور از عبد القادر سوداگر مل صفحہ 440،441۔ ایڈیشن 2003ء نظارت نشر و اشاعت قادیان)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد انکار خلافت کا فتنہ اٹھا مگر وہ دعا ہی تھی جس نے آپ کو ان فتنوں پر تسلط بخشا۔ آپ اپنی دعاؤں کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: "دیکھو میری دعائیں عرش میں بھی سنی جاتی ہیں، میرا مولیٰ میرے کام میری دعا سے بھی پہلے کر دیتا ہے۔ میرے ساتھ لڑائی کرنا خدا کے سے لڑائی کرنا ہے۔" (اخبار بدر قادیان 11/ جولائی 1912ء صفحہ 4۔ جلد 12 شمارہ 2)

جماعت احمدیہ کی تاریخ میں 1953ء کا سال انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ پاکستان میں ایک مذہبی ٹولے نے دین یُسر کے نام پر شہر شہر گلی گلی طوفان بد تمیزی برپا کیا اور معصوم احمدیوں کی جانوں اور مالوں سے کھیلا۔ اس نازک دور میں وہ اولوالعزم خلیفہ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا مرد میدان بن کر کھڑا ہوا، آپ نے ایک طرف روح پرور پیغامات سے افراد جماعت کی ڈھارس بندھائی دوسری طرف ارباب اختیار اور مخالفین کو للکارتے ہوئے مکروہ حرکتوں سے باز رہنے کی تلقین کی۔ پھر پسر مسیح کی دعاؤں کا اعجاز ظاہر ہونا شروع ہوا اور طوفانوں کے مالک نے طوفانوں کا رخ پلٹ دیا اور فرعون صفت ارباب بست و کشاد کی صف لپیٹ دی گئی۔

جاں نثاران خلافت کے نام فتح و ظفر کے کلید بردار کا یہ پیغام ملاحظہ ہو:"آپ بھی دعا کرتے رہیں میں بھی دعا کرتا ہوں انشاء اللہ فتح ہماری ہے۔ کیا آپ نے گزشتہ چالیس سال میں کبھی دیکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے چھوڑ دیا؟ تو کیا اب وہ مجھے چھوڑے گا؟ ساری دنیا مجھے چھوڑ دے مگر وہ انشاء اللہ مجھے کبھی نہیں چھوڑے گا۔ سمجھ لو کہ وہ میری مدد کیلئے دوڑا آرہا ہے وہ میرے پاس ہے وہ مجھ میں ہے۔ خطرات ہیں اور بہت ہیں مگر اس کی مدد سے سب دور ہو جائیں گے۔ تم اپنے نفسوں کو سنبھالو اور نیکی اختیار کرو۔ سلسلہ کا کام خدا خود سنبھالے گا۔" آگے فرماتے

ہیں:"میں آسمان پر خدا تعالیٰ کی انگلی کو احمدیت کی فتح کی خوشخبری لکھتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ جو فیصلہ آسمان پر ہو زمین اسے ردّ نہیں کر سکتی اور خدا کے حکم کو انسان بدل نہیں سکتا۔ سو تسلی پاؤ اور خوش ہو جاؤ اور دعاؤں اور روزوں اور انکساری پر زور دو اور بنی نوع انسان کی ہمدردی اپنے دلوں میں پیدا کرو۔"

(سوانح فضل عمر جلد چہارم صفحہ 353-385، ایڈیشن 2006ء قادیان)

❖ 1953ء کے فسادات میں حضرت مرزا ناصر احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید کر لیا گیا۔ سخت گرمیوں کے دن تھے کسی نے کہا دونوں کا اس گرمی میں کیا حال ہو گا؟ اس پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً فرمایا:"ان کا کوئی جرم نہیں۔ اس لیے مجھے اپنے خدا پر کامل یقین و ایمان ہے کہ وہ جلد ہی ان پر فضل کرے گا۔" اس کے بعد آپؓ نے وہ رات گریہ وزاری میں گزاری۔ چنانچہ جب دن چڑھا اور ڈاک کا وقت ہوا تو پہلا تار جو ملا وہ یہ خوشخبری لیے ہوئے تھا کہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور مرزا ناصر احمد صاحب رہا ہو چکے ہیں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ سالانہ نمبر بعنوان "دعا" 28/ دسمبر 2015ء صفحہ 43)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 1956ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے آنے والے خلیفہ سے متعلق فرمایا تھا:"میں ایسے شخص کو جسے خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہو جائے گا تو اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔" (خلافت حقّہ اسلامیہ، انوار العلوم جلد 26 صفحہ 31)

حسن و احسان میں اپنے عظیم باپ کے نظیر اس موعود خلیفہ کے منہ سے نکلی یہ بات خلافت ثالثہ کے دور میں پوری ہوئی جب 1974ء کا دور ابتلاء شروع ہوا۔ پاکستان کے بیسیوں شہروں میں توحید کامل اور رسول کامل ﷺ پر ایمان رکھنے والے احمدیوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا اور ملک کی تاریخ کا ایک سیاہ باب لکھا گیا۔ طاقت کے نشے میں چور حاکم وقت نے اپنے سیاسی مفاد کی خاطر "قادیانیت کا 90 سالہ مسئلہ" حل کرنے کی ٹھانی اور 7/ ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا۔ یہ لوگ اپنی ناپاک خواہشات کو عملی جامہ پہنا کر بغلیں بجا رہے تھے کہ جبّار و قہّار خدا نے ان کو پکڑ میں لیا۔ وہ جو عوام الناس کے درمیان کھڑا ہو کر یہ کہتا تھا کہ میں ان کے ہاتھ میں کشکول پکڑا دوں گا اس حال میں کاٹھ پر چڑھایا گیا کہ خود اس کے دونوں ہاتھ پشت پر بندھے تھے۔

دوسری طرف سالار کارواں کیا فرما رہا تھا:"ہمارے دُکھ خواہ کسی رنگ میں ہوں، وہ ہماری مسکراہٹیں اور ہماری مسرتیں اور ہماری بشاشتیں ہم سے نہیں چھین سکتے۔ قضاء وقدر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائشیں آتی ہیں اور ابتلا آتے ہیں تو بسا اوقات سوکھی ٹہنیاں کاٹ دی جاتی ہیں مگر جن درختوں کی ٹہنیاں ہری ہوتی ہیں ان پر ایک نیا حُسن اور ایک نیا جوبن نظر آتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26/جولائی 1974ء۔ خطبات ناصر جلد 5 صفحہ 603۔ ایڈیشن 2007ء نظارت نشرواشاعت قادیان)

اس پر آشوب دور میں قبولیت دعا کے جو اعجاز ظاہر ہوئے ان کی جھلک درج ذیل ہے۔

❖ مکرم میاں عبدالرحمن صاحب صابر قائد خدام الاحمدیہ گوجرانوالہ کا بیان ہے کہ:"مئورخہ 7/مارچ بعد دوپہر میری بیوی اپنے ایک سالہ بچے کو دودھ پلا رہی تھی اور میں دوسرے بچے کو سینے پر لٹا رہا تھا کہ بلوائیوں کا ایک ہجوم آیا جس نے آتے ہی ہمارے مکان کے دروازوں پر پتھر، ڈنڈے اور اینٹیں مارنی شروع کر دیں۔ ہمارے ایک ہمسایہ نے انہیں کہا کہ وہ تو یہاں ہیں نہیں۔ لیکن انہوں نے اس کی بات نہ مانی اور مانتے بھی کیسے جبکہ ہم اندر سے نظر آرہے تھے۔ ہمارا ایک دروازہ مضبوط تھا اور ایک کمزور لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ مضبوط دروازہ ہی ٹوٹ گیا اور اس وقت ہم نے سمجھا کہ بس ہم گئے۔ لیکن عین اسی وقت گوجرانوالہ کے ایک معزز غیر احمدی دوست قاضی محمد شریف صاحب شوق اور ان کے بھائی آگئے اور انہوں نے ہجوم کو بڑی حکمت عملی سے قابو میں کر لیا جس کی وجہ سے ہجوم مکان کے اندر نہ آسکا۔ اس طرح محض خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہماری جان و مال اور عزت و آبرو اور سب سے بڑھ کر قیمتی شے ہمارا ایمان بچا رہا۔ اس ہجوم کے روکے جانے کے بعد ایک مولوی صاحب میرے پاس آئے اور بزعم خویش مجھے مسلمان ہونے کو کہا۔ میں نے کہا مولوی صاحب! مسلمان تو میں پہلے سے ہوں۔ اس وقت میری بیوی زینب دوسرے کمرہ میں تھی گو اس کی جسمانی ساخت اور صحت کمزور ہے اور بظاہر اس کی طرف سے کمزوری دکھانے کا اندیشہ ہو سکتا تھا۔ لیکن اس وقت وہ بھوکی شیرنی کی طرح صحن کی طرف جھپٹی اور نہایت بارعب الفاظ میں کہا"خبردار ڈولیو نہ۔ مرنا اکو واری اے"(خبردار! ڈگمگایو مت۔ مرنا ایک ہی دفعہ ہے ناقل) اس کے ان الفاظ سے میرے جسم میں ایک لہر سے دوڑ گئی۔ زاں بعد وہ مولوی صاحب اور ان کے ساتھی خاموشی سے چلے گئے۔ یہ حقیقت ہے کہ اس وقت بظاہر حالات ہماری حفاظت کے تمام ذرائع ختم ہو چکے تھے۔ مثلاً میرا حقیقی بھائی اس حملہ سے چند منٹ پہلے ہی باہر چلا گیا تھا۔ اور اس تمام واقعہ کے بعد گھر آیا۔ ایسے موقعہ پر ہمسایوں سے جو توقع ہو سکتی تھی وہ بھی رائیگاں گئی۔ جس دروازے پر بوجہ مضبوطی

اعتماد تھاوہ بھی ٹوٹ گیااور بظاہر ہماری حالت یہی تھی ”حیلے سب جاتے رہے اک حضرت تواب ہے“ چنانچہ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم ار ذرہ نوازی سے ہماری شب وروز کی التجاؤں کو سنااور ہماری بے کسی کے پیش نظر غیب سے ہماری مدد کی۔“ (تاریخ احمدیت جلد 15، صفحہ 61،62۔ایڈیشن 2007ء۔نظارت نشرواشاعت قادیان)

❖ چوہدری عبد الرشید صاحب حلقہ واٹر ورکس سیالکوٹ کا بیان ہے کہ:”ایک دن شام کے وقت میرے مکان کو جبکہ میں گھر پر ہی تھا غنڈوں نے گھیر لیا۔ اور آگ لگانے کی کوشش کی۔ اس وقت میں اور میرے تایا چوہدری محمد علی صاحب موجود تھے، ہمیں بے حد فکر ہوئی۔ اس وقت سوائے خدا تعالیٰ کے ہمارااور کوئی مددگار نہ تھا مگر ہم نے اپنے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنے مکان پر رہتے ہوئے ہی اپنی جان دینے کی ٹھان لی۔ مگر قربان جاؤں اس عالم الغیب پر کہ اچانک ایک جیپ کار اور ٹینک میں چند فوجی افسر اور مسلح گارڈ نے آکر ان تمام اشخاص کو گھیرے میں لے لیا۔ اس طرح ہماری جانیں اور مکان بخیر و بخوبی بچ گئے۔ ہمارے محلہ کی ایک قصائی عورت نے (جو ان دنوں نوجوانوں اور لڑکوں کو اکٹھا کر کے ہمارے مکان پر پتھراؤ کرواتی رہتی تھی) ایک دن شام کے وقت باہر کے دروازوں کو بہت زور سے کھٹکھٹایا۔ چنانچہ میں نے دروازہ کھولنے کے لئے دروازہ کے کنڈے کو ہاتھ لگایا ہی تھا کہ اچانک میرے دل کو کسی غیبی طاقت نے روک دیا۔ چنانچہ میں نے دروازہ کھولنے کی بجائے دروازہ کے اوپر جو گیلری ہے اس میں جاکر کھڑکی کھول کر جب دیکھا تو دو نوجوان لڑکے چاقو کھولے اس انتظار میں کھڑے ہیں کہ میں جونہی دروازہ کھولوں وہ مجھ پر بے دریغ وار کر دیں۔ مگر الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس موقع پر بھی بچالیا۔“(تاریخ احمدیت جلد 15، صفحہ 73۔ایڈیشن 2007ء۔نظارت نشرواشاعت قادیان)

نافلہ موعود حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک خطبے میں فرمایا:”جس دن قومی اسمبلی کے سارے ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی بنی اُس دن جب اعلان ہوا کہ اس کمیٹی کا اجلاس Incamera(یعنی خفیہ) ہو گا۔ اس بات نے کہ اجلاس خفیہ ہو گا مجھے پریشان کیا اور اس اطلاع کے ملنے کے بعد سے لے کر اگلے دن صبح چار بجے تک مَیں بہت پریشان رہا اور مَیں نے بڑی دُعائیں کیں۔ یہ بھی دُعا کی کہ اے خُدا خفیہ اجلاس ہے پتہ نہیں ہمارے خلاف کیا تدبیر کی جائے۔ تیرا حکم ہے کہ مَیں مقابلہ میں تدبیر کروں تیرا حکم ہے مَیں کیسے مانوں۔ مجھے پتہ ہی نہیں اُن کی تدبیر کیا ہے تو ان حالات میں مَیں تیرا حکم نہیں مان سکتا۔ بتائیں کیا کروں۔ سورۂ فاتحہ بہت پڑھی بہت پڑھا۔ ان الفاظ میں دُعا بہت کی اور صبح اللہ تعالیٰ نے بڑے پیار سے مجھے یہ کہا وَسِّعْ مَكَانَكَ ۔ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۔ کہ ہمارے مہمانوں کا تم خیال کرو اور اپنے مکانوں میں

مہمانوں کی خاطر وسعت پیدا کرو اور جو یہ منصوبے جماعت کے خلاف ہیں ان منصوبوں کے دفاع کے لئے تیرے لئے ہم کافی ہیں تو تسلی ہوئی۔ وَسِّعْ مَكَانَكَ جو خاص طور پر کہا گیا اس لئے میرا فرض تھا کہ جماعت کو کہوں کہ وسعتیں پیدا کرو جو اپنے مکانوں میں کمرے بڑھانا چاہتے تھے وہ بنائیں اور ہر پلاٹ میں جلسہ کے مہمانوں کو ایک کمرہ بنادو۔ رہائش کے لئے عارضی طور پر انہیں تحفہ دو اور عارضی تحفہ کے نتیجہ میں اپنے لئے ابدی ثواب کے حصول کے سامان پیدا کرو اللہ تعالیٰ سب کو نیکیوں کی توفیق عطا کرے۔ (آمین)"

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم نومبر 1974ء خطبات ناصر جلد 5 صفحہ 710۔ ایڈیشن 2007ء نظارت نشر و اشاعت قادیان)

وہ سارباں جس کے ہاتھ میں جگ کی مہار ہے اس نے برسوں پہلے اپنے مامور کو آئندہ ہونے والے اس عظیم الشان واقعہ کی خبر دی تھی ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ پیشگوئی ان الفاظ میں شائع فرمائی: "ایک شخص کی مَوت کی نسبت خدائے تعالیٰ نے اعداد تہجی میں مجھے خبر دی جس کا ماحصل یہ ہے کہ كَلْبٌ يَمُوْتُ عَلٰى كَلْبٍ یعنی وہ کتّا ہے اور کتّے کے عدد پر مرے گا جو 52 سال پر دلالت کر رہے ہیں۔ یعنی اس کی عمر 52 سال سے تجاوز نہیں کرے گی۔ جب 52 سال کے اندر قدم دھرے گا تب اسی سال کے اندر راہی ملک بقا ہوگا۔" (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 190۔ ایڈیشن 2021ء۔ اسلام انٹر نیشنل پبلیکیشنز لندن)

رب العرش کی طرف سے 1891ء میں دی گئی یہ خبر 1979ء میں پوری ہوئی جب چشم فلک نے خدائی جماعت سے ٹکرانے والے معاند کو انتہائی بد انجام کو پہنچتے دیکھا۔

خلافت رابعہ کے پر شوکت دور میں قبولیت دعا کے ایسے اعجاز ظاہر ہوئے جو ہمیشہ آب زر سے لکھے جائیں گے۔ ان میں ایک زریں باب طاقت کے نشے میں چور فرعون وقت کی ہلاکت کا اور دوسرا اسیر ان راہ مولا کی رہائی کا واقعہ ہے جب دنیاوی حاکموں نے ان اسیر ان کو پھانسی کی سزا سنا کر قلم توڑ دئے اور انہیں کال کوٹھریوں میں بند کر دیا گیا مگر خلیفہ وقت کی نیم شبی دعاؤں کے طفیل احکم الحاکمین کا قلم چلا اور یہ اسیر ان کھلی فضاؤں میں آ گئے۔

26/اپریل 1984ء کو مطلق العنان آمر ضیاء الحق کے آرڈیننس کے نفاذ کے ساتھ ہی پاکستان کے احمدیوں پر مصائب کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہو گیا۔ اس ظالمانہ قانون کے نتیجہ میں بے شمار احمدیوں نے جان و مال کی قربانیاں انتہائی بشاشت کے ساتھ پیش کیں۔ بہت سے بے گناہ احباب کو مختلف مقدمات میں ماخوذ کر کے کئی کئی سال پس دیوارِ زنداں رکھا گیا۔ رحمت اللعالمین کے لائے ہوئے مقدس دین اسلام کو اپنے ذاتی اور سیاسی مقاصد

کے لئے استعمال کرتے ہوئے قرآن و سنت کے منافی قانون بناکر مظلوم و بے کس احمدیوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا۔ مگر خدائے واحد و یگانہ پر کامل ایمان رکھنے والے خلیفہ وقت نے ایسے پر شوکت الفاظ کے ساتھ وقت کے آمر کو للکارا جو تا ابد ہر ذی شعور کے ایمان میں حرارت پیدا کرتے رہیں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”وقت کے امام کے متعلق جس کو خدا نے اپنے ہاتھوں سے قائم کیا ہے اس کے متعلق زبانیں کھلتی چلی جارہی ہیں اور کوئی کنارہ نہیں ہے ان کی بے حیائی کا۔ جماعت احمدیہ تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک والی رکھتی ہے ایک ولی رکھتی ہے۔ جماعت احمدیہ کا ایک مولا ہے اور زمین و آسمان کا خدا ہمارا مولا ہے لیکن میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تمہارا کوئی مولا نہیں۔ خدا کی قسم جب ہمارا مولا ہماری مدد کو آئے گا تو کوئی تمہاری مدد نہیں کر سکے گا۔ خدا کی تقدیر جب تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کرے گی تو تمہارے نام و نشان مٹا دئے جائیں گے۔ اور ہمیشہ دنیا تمہیں ذلت اور رسوائی کے ساتھ یاد کرے گی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عاشق محمد ﷺ کا نام ہمیشہ روز بروز زیادہ سے زیادہ عزت اور محبت اور عشق کے ساتھ یاد کیا جایا کرے گا۔“ (خطبہ جمعہ فرمودہ 14/دسمبر 1984ء۔ خطبات طاہر جلد 3، صفحہ 733۔ ایڈیشن 2007ء قادیان)

پھر 17/اگست 1988ء کو ایک عالم نے یہ نظارہ دیکھا کہ طاقت کے نشے میں چور یہ مطلق العنان فضائی سفر کے لئے محفوظ ترین سمجھے جانے والے جہاز (C-130 Hercules) میں بہاولپور کے قریب بستی لال کمال میں اپنے ساتھیوں سمیت یوں لقمہ اجل بنا کہ جہنم نظیر آگ نے ان کا کچھ باقی نہ چھوڑا۔

محترمہ بے نظیر بھٹو اپنی کتاب میں لکھتی ہیں: ”ضیا کی موت کے بارے میں مفروضوں پر مفروضے گھڑے جانے لگے۔۔۔ طیارے کے انجن میں تکنیکی خرابی خارج از امکان نہیں تھی، کیونکہ سی 130 جہاز بہت زیادہ مستحکم اور قابل اعتماد گردانا جاتا ہے۔ مبصرین کی رپوٹوں کے مطابق طیارہ زمین میں دھنسنے سے قبل مشکل سے دو منٹ ہی مائل پرواز رہ سکا اور یہ امر فنی خرابی کی نشاندھی کرتا ہے۔”10 لاکھ میں یہ موقعہ ایک مرتبہ ہو سکتا ہے اور معلوم ہوتا ہے یہی کچھ ہو گیا ہے“۔ پاک فضائیہ کے آصف کے ایک دوست نے حادثہ کے بعد فون پر بتایا۔ لیکن یہ ثابت نہیں کیا جاسکتا تھا۔ بالاخر امریکی اور پاکستانی تحقیقاتی ٹیموں نے حادثے کا کوئی یقینی سبب بتانے سے معذوری کا اظہار کیا۔ بہت سے پاکستانیوں کی طرح میرا ابھی یہی فیصلہ تھا کی ضیاء کی موت کا وقت خدا کی طرف سے متعین تھا۔ مسلمان بچوں کو خدا کے قہر سے بچنے کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ قہر کسی بھی وقت اور بغیر تنبیہ کے نازل ہو سکتا ہے۔ پاکستان کے متعدد لوگوں نے ضیاء کی موت کو خدا کا قہر ہی قرار دیا۔ تاہم خدا کے قہر کی ایسی مثال رونگٹے

کھڑے کرنے والی تھی۔ طیارہ پانچ گھنٹے تک بری طرح جلتا رہا۔ لوگوں کا کہنا تھا کہ ضیاء نے اسلام کے نام کا اس قدر استحصال کیا تھا کہ جب وہ مرا خدا نے اس کا کوئی نشان تک نہیں رہنے دیا۔ میت کو غسل دینا، اور جنازہ پڑھتے وقت اس کے منہ کو مکہ کی جانب رکھنا، تجہیز و تکفین کی ایسی رسومات پر عمل ممکن نہ ہو سکا۔ شاہ فیصل مسجد کے احاطہ میں جس تابوت کو دفنایا گیا اس میں ضیا کے جسم کا بچا کھچا کوئی حصہ بھی بند نہیں تھا۔"

(ماخوذ از مشرق کی بیٹی بے نظیر بھٹو، اردو ترجمہ سجاد بخاری صفحہ 600، 601۔ مساوات پبلیکیشن اسلام آباد)

سکھر اور ساہیوال کے اسیر ان کی رہائی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی اضطراری حالت میں کی جانے والی دردناک دعاؤں کے نتیجہ میں ہوئی۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس منظوم کلام پر غور کریں، کیا انداز ہے التجا کا، کیا انداز ہے رحمت الٰہی کو جوش دلانے کا۔

یاربّ! یہ گدا تیرے ہی در کا ہے سوالی
جو دان ملا تیری ہی چوکھٹ سے ملا ہے
گم گشتہ اسیرانِ رہِ مولا کی خاطر
مدت سے فقیر ایک دعا مانگ رہا ہے
جس رہ میں وہ کھوئے گئے اُس رہ پہ گدا ایک
کشکول لئے چلتا ہے لب پہ یہ صدا ہے
خیرات کر اَب اِن کی رہائی مرے آقا!
کشکول میں بھر دے جو مرے دل میں بھرا ہے
میں تجھ سے نہ مانگوں تو نہ مانگوں گا کسی سے
میں تیرا ہوں، تو میرا خدا، میرا خدا ہے

ایک طرف آپ اپنے آسمانی آقا کے حضور سر بسجود اس کی رحمت کے طالب تھے دوسری طرف ایک شفیق و مہربان باپ کی طرح اسیر ان کی دلداری میں مصروف تھے۔

مکرم محمد الیاس منیر صاحب کو ایک خط محررہ 31/مارچ 1986ء میں رقم فرماتے ہیں: "میں جانتا ہوں کہ شہادت اور پھر ایسی عظیم شہادت ایک قابل صد رشک سعادت ہے۔ لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ظاہری جان لئے بغیر بھی لازوال زندگی عطا کر سکتا ہے۔ وہ مالک اور قادر اور قدیر اور مقتدر ہے۔ اسماعیلی قربانی اپنی آن بان

اور شان میں اس بناء پر کم تو نہیں ہو گی کہ "قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا" کی پُر شوکت آواز نے اسماعیل کی گردن پر چلنے والی چھری کی حرکت سلب کر لی۔ پس میرا بھکاری دل اگر مالک کون و مکان سے اپنے پیارے الیاس اور نعیم اور ناصر اور رفیع کے لئے اس دُنیا کی بھیک بھی مانگتا ہے اور آخرت کی بھی تو تعلیمِ قرآن کے منافی تو نہیں۔ ہم تو گدا گر ہیں۔ راہ مولا کے گدا گر جب تک ہمارا آقا آخری تقدیر ظاہر نہیں فرماتا ہم "رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ" کی صدا بلند کرتے رہیں گے۔ اور جب وہ تقدیر خیر کو ظاہر فرما دے گا تو وہ جس بھیس میں بھی آئے ہم حمد و شکر کے ترانے گاتے ہوئے اس کا خیر مقدم کریں گے۔ مومن کا تو کوئی سودا بھی نقصان اور خوف اور حزن کا سودا نہیں۔ ہمیں "لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ" کی معرفت کا جام لبالب پلایا گیا ہے۔"

(حکایات دار و رسن از محترم محمد الیاس منیر صاحب صفحہ 480، 481۔ سن اشاعت جون 2014ء۔ ناشر فضل تعلیمی ٹرسٹ جرمنی)

ان دعاؤں کا اعجاز پابند سلاسل اسیر ان پر کس طرح ظاہر ہو رہا تھا اس کا ایک نمونہ حاضر ہے۔ محترم محمد الیاس منیر صاحب رقمطراز ہیں: "چائے پی کر میں تلاوت میں مشغول ہو گیا پھر بستر پر بیٹھے بیٹھے دعاؤں میں محو تھا کہ ہیڈ وارڈر صاحب ایک ملازم کے ساتھ تشریف لائے اور مجھے دروازے کے قریب طلب کیا۔ یہ ملازم ساہیوال جیل کا مشہور فخری وارنٹی تھا جس نے کچھ کاغذات پکڑے ہوئے تھے۔۔۔ ان میں ایک تو وکالت نامہ تھا اور دوسرا کاغذ ایک دستاویز بعنوان صالح اقرار نامہ پر مشتمل تھا جس میں لکھا تھا: "مجھے ایک مقدمہ قتل نمبر فلاں میں ناجائز طور پر ملوث کیا گیا۔ پھر ملٹری کورٹ نمبر 62 میں مجھ پر مقدمہ چلایا گیا جس نے مجھے فلاں تاریخ کو موت کی سزا سنائی۔ جس کے بعد میں نے ایک پٹیشن دائر کی جسے صدر پاکستان نے خارج کر دیا۔ اب آج سے میری ملاقات بند ہے صرف آخری ملاقات ہو گی اور یہ کہ مجھے سات یوم کے اندر تختۂ دار پر لٹکا دیا جائے گا۔" غرضیکہ ہمارے مقدمہ کے جملہ مراحل کو نمبر وار درج کر کے بات آخری مرحلہ تک پہنچائی گئی تھی۔ میں نے وارنٹی کے کہنے کے مطابق اس تحریر پر بھی اپنے بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا نشان ثبت کر دیا۔ یہ ساری کاروائی ایسے ماحول میں ہوئی کہ اچھے بھلے جوان کا بھی پتہ پانی ہو جائے، کیونکہ وہ ملازم بھی بے حد افسردہ اور سہمی ہوئی صورت لئے میرے پاس آیا تھا اور ڈیوٹی پر موجود باقی ملازم تو تھے ہی ایسی کیفیت میں۔ اس کاروائی کے بعد میرے خیالات دو راہوں پر تیزی سے ڈورنے لگے۔ ایک راستہ عارضی زندگی کی طرف جاتا تھا اور دوسرے راستے پر ابدی زندگی کا بورڈ آویزاں تھا۔ پہلے راستہ کے بارہ میں بھی مجھے یقین کامل تھا کہ خدا تعالیٰ ان ظالموں کے پنجہ سے ضرور بضرور نجات

بخشنے کا اور دوسرے پر چلنے کے نتیجہ میں یہ خوشگوار حقیقت سامنے تھی کہ حضرت سید عبد الطیف صاحبؓ اور دوسرے بے شمار شہیدان امت سے ملاقات ہو گی ۔۔۔ اسی دوران اللہ کی اس تقدیر پر لبیک کہنے کے لئے میں نئے جذبوں کے ساتھ تیاری کرنے لگا۔ عین اس وقت ایک عجیب واقعہ ہوا۔ جب میں نے اپنے کمرے میں ٹہلتے ہوئے موت کا تصور کیا اور اپنے جسم کو مضبوط قدموں پر استوار کر کے موت کے اس تصوراتی ہیولہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا تو خدائے ذوالجلال کی قسم کھا کر لکھتا ہوں کہ میں نے اس وقت موت کو اپنے سامنے سے سرپٹ بھاگتے ہوئے دیکھا۔ بہت عجیب اور کیف آور تھے وہ لمحے جن کے بعد اچانک دل ٹھہر گیا اور پوری طرح سکون ہو گیا۔۔۔ رات اللہ کے فضل سے بخریت اور پر سکون گزر گئی ۔۔۔ میں صبح سویرے ہی اٹھ پڑا تھا اور وضو کے لئے دروازہ سے باہر دھرے گھڑے میں سے چلو چلو پانی سلاخوں کے اندر لا رہا تھا تو سامنے خصوصی حفاظت کے لئے کھڑا سپاہی جس کا نام آصف تھا اور میرا کسی قدر واقف بھی تھا، مجھ سے اظہار افسوس کرنے لگا۔ گویا زندگی میں ہی تعزیت کی جا رہی تھی۔ اس پر میں نے اُسے بڑے جوش اور ولولہ سے مخاطب ہو کر کہا تھا کہ اس وقت آذان ہو رہی ہے، اللہ کے فضل سے کچھ نہ ہو گا۔ اس کے چہرے کی مسکراہٹ ابھی تک مجھے یاد ہے جو کہہ رہی تھی کہ اس کا دماغ چل گیا ہے، کیونکہ مولوی اس کے خلاف، حکومت کا سربراہِ اعلیٰ اس کی جان کے درپے اور وہ خود زندگی کے اس آخری مرحلہ پر، اور پھر بھی کہہ رہا ہے کہ مجھے کچھ نہ ہو گا۔"

(حکایات دارورسن از محترم محمد الیاس منیر صاحب صفحہ 364، 366۔ سن اشاعت جون 2014ء۔ ناشر فضل تعلیمی ٹرسٹ جرمنی)

یہ آسمانی سکینت تھی جو ان اسیران پر نازل ہو رہی تھی اور خلیفہ وقت کی ہمہ وقت دعاؤں کا اعجاز تھا جو پل پل ظاہر ہو رہا تھا اور آخر وہ دن بھی آیا جب یہ اسیران رب رحمٰن ورحیم کے فضل سے اس قید سے رہا ہو گئے۔

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ 1991ء کے جلسہ سالانہ قادیان پر تشریف لے گئے۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنا دورہ مکمل کر کے قادیان سے دہلی آ چکے تھے اور 10/ جنوری 1992ء کا جمعہ دہلی میں پڑھانا تھا۔ لیکن اللہ نے دل میں ڈالا کہ یہ Friday the 10th کا جمعہ ہے۔ قادیان واپس جا کر یہ جمعہ وہاں پڑھانا چاہیے اور اس میں اسیران کی رہائی کے لیے خصوصی دعا کرنی چاہیے۔ چنانچہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ قادیان واپس گئے اور جمعہ وہاں پڑھایا اور اسیران کی رہائی کے لیے بہت دعا کی۔ اگلے روز ہفتہ کے دن ابھی حضور رحمہ اللہ تعالیٰ امرتسر سٹیشن پر گاڑی کے انتظار میں بیٹھے تھے کہ خبر مل گئی کہ سکھر کے اسیران رہا ہو گئے ہیں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ سالانہ نمبر بعنوان "دعا" 28/ دسمبر 2015ء صفحہ 43)

قبولیت دعا کا دوسرا اِعجاز مارچ 1994ء میں ظاہر ہوا، اور ساہیوال کے اسیر ان بھی زنداں سے آزاد ہو گئے۔ محترم عبد الماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر بیان کرتے ہیں: ''جب ساہیوال کے اسیر ان 1994ء میں رہا ہوئے تو یہ خبر لندن میں نماز ظہر سے قبل حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پہنچی حضور نماز ظہر پڑھانے کے لئے تشریف لائے اور نماز کے بعد کھڑے ہو کر احباب سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''آج ساہیوال کے اسیر ان دس سال کے بعد رہا ہو گئے ہیں۔ میں نے اس رمضان میں ان اسیر ان کے لیے خاص دعا کی تھی کہ اے میرے اللہ! اگلا رمضان ان اسیر ان کو جیل میں نہ آئے۔ چنانچہ یہ دعا اتنی جلدی اور اس شان کے ساتھ قبول ہوئی کہ اس دعا کے چند دن بعد ہی یہ اسیر ان رہا ہو گئے۔'' (روزنامہ الفضل ربوہ سالانہ نمبر بعنوان ''دعا'' 28/ دسمبر 2015ء صفحہ 43)

اُسی سال یہ اسیر ان ہوا کے دوش پر لندن پہنچے اور 27/ جولائی 1994ء کو امام ہمام کے سینے سے لگ کر حرف بحرف اس کی دعاؤں کی قبولیت کا اعجاز ظاہر کیا۔ اس پر مسرت موقعہ پر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''گزشتہ دس سال کے دور میں جو نشان دیکھے ہیں وہ بھی بہت نمایاں اور غیر معمولی شان کے نشان ہیں جن کے متعلق دشمن جو چاہے کہے وہ ان نشانات کے نور کو مٹا نہیں سکتا اور ان کی پھونکوں سے یہ چراغ بجھ نہیں سکتے۔ ان میں اوّل نشان ایک ہیبت ناک جلالی نشان تھا جو ضیاء کی ہلاکت کی صورت میں پورا ہوا۔ جس کے متعلق اس نشان کے ظہور سے چند دن پہلے خطبہ جمعہ میں مَیں نے اعلان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ اب ضیاء کو خدا کی وعید سے کوئی طاقت بچا نہیں سکتی۔ وہ ضیاء جس نے چند معصوم احمدیوں کی جان لینے کی قسم کھا رکھی تھی، جس کا یہ خیال تھا کہ میرے قلم کا لکھا مٹایا نہیں جا سکتا اور اپنی طرف سے ان معصوم اسیر ان راہ مولا کی گردنیں پھانسی کے پھندے میں پھنسا بیٹھا تھا خود اس کی جان خدا کی تقدیر کے چنگل میں آکر اس طرح ہلاک ہوئی کہ اس کے جسم کا ذرہ ذرہ بکھر گیا اور اس کی خاک اڑ گئی۔ یہاں تک کہ اس کے وجود کی پہچان سوائے اس بتیسی کے اور کچھ نہ رہی جو مصنوعی طور پر دندان سازوں نے بنا رکھی تھی۔ اور اس کے بعد پھر دوسرا نشان ہمارے ان اسیر ان راہ مولا کا موت کے چنگل سے نکل آنا ہے جس پر ضیاء کے قلم کی سیاہی گواہ تھی کہ ضرور یہ موت کے چنگل میں ڈالے جائیں گے۔ لیکن خدا کی روشنائی نے کچھ اور آسمان پر لکھ رکھا تھا اور یہ گواہی بھی خدا کے فضل سے بڑی شان کے ساتھ حیرت انگیز طور پر پوری ہوئی۔ اور آج ہمارے سامنے یہ زندہ سلامت موجود ہیں۔ جب مجھے یہ اطلاع ملی کہ ضیاء الحق نے موت کی سزا صرف ایک شخص کے لئے نہیں رہنے دی بلکہ زیادہ معصوموں پر اس سزا کو پھیلا دیا ہے تو انہیں دنوں میں بہت بے قراری سے دعاؤں کا موقعہ ملا اور میں ایک رویا میں دیکھا کہ الیاس منیر

کھلی فضامیں ایک چارپائی پر میرے پاس بیٹھاہوا ہے۔ اسی وقت میں نے سب کو بتادیااور بارہاخطوں کے ذریعہ بھی تسلی دی کہ دنیاادھر سے اُدھر ہو سکتی ہے مگر الیاس منیر کی گردن میں پھانسی کا پھندا نہیں پڑے گا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس ایک کے سایہ میں یہ سارے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے شامل تھے۔ وہ ان کا سردار تھاوہ جماعت کا نمائندہ تھااور خدا کے نزدیک اس کے وقف کی وجہ سے اس کا ایک مرتبہ تھااور ہے۔ پس جو بات میں اس وقت نہیں سمجھ سکاتھاوہ بعد میں حالات نے روشن کی، وہ یہ تھی کہ محض ایک الیاس کی خوشخبری نہیں تھی بلکہ ان سب معصوموں کی رہائی کی خوشخبری اس ایک خوش خبری میں شامل تھی۔ پھر حالات بدلنے شروع ہوئے اور پھانسی کا وقت قریب تر آناشروع ہوا۔ بہت سے لوگ مجھے گھبرا گھبرا کر لکھتے رہے مگر ایک لمحہ کے لئے بھی ایک ذرہ بھی مجھے خوف نہیں ہوا۔ میں سب کو کہتارہاکہ یہ ناممکن ہے۔ خدا کی بات جیسے ضیاء کی موت کی صورت میں پوری ہوئی تھی اسی طرح ان زندگیوں کی صورت میں پوری ہوگی۔ اور دنیا کی کوئی تقدیر اسے مٹا نہیں سکتی، بدل نہیں سکتی اور پھر اس طرح اعجازی رنگ میں یہ واقعات رونما ہوئے ہیں کہ انسان کی عقل ورطہ حیرت میں پڑجاتی ہے ۔۔۔ یہ واقعات زندہ خدا کی صداقت کے وجود کے ثبوت ہین اور عقل ان کی کوئی اور توجیہہ پیش نہیں کر سکتی سوائے اس کے کہ قادر مطلق کی تقدیر کادخل تھاجو غالب تقدیر ہے۔ پس الحمدللہ خدانے ہمیں وہ خوشیوں کادن دکھایا۔ اپنے پیارے اسیروں کو ہم چھاتی سے لگایا، اپنے پہلو میں بٹھایا۔ وہ ساری آرزوئیں خدانے پوری کیں جن کے لئے دل ترسا کرتا تھا کوئی امید کی صورت دکھائی نہیں دیتی تھی۔ ایک یقین تھاجو متزلزل نہیں ہوا، ساری دنیا ڈولتی دکھائی دیتی تھی مگر خدا کے وعدوں پر کامل یقین تھاجو ثابت قدم رہا۔ آج وہ یقین جیتا ہے۔ پس اللہ کے شکر کے ترانے گانے کے دن آگئے۔ الحمد للہ ربّ العالمین، الحمد للہ ربّ العالمین، الحمد للہ ربّ العالمین۔"

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن، جمعہ 12ءاگست 1994ء صفحہ 1۔ جلد 1 شمارہ 32)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: "اس زمانہ میں اگر فتح ملنی ہے، اسلام کا غلبہ ہوناہے تو دلائل کے ساتھ ساتھ صرف دعا سے ہی یہ سب کچھ ملنا ہے۔ اور یہ وہ ہتھیار ہے جو اس زمانہ میں سوائے جماعت احمدیہ کے نہ کسی مذہب کے پاس ہے، نہ کسی فرقے کے پاس ہے۔ پس ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے وہ ہتھیار دے دیاہے جو کسی اور کے پاس اس وقت نہیں۔ پس جب یہ ایک ہتھیار ہے اور واحد ہتھیار ہے جو کسی اور کے پاس ہے ہی نہیں تو پھر ہم اپنے

غلبہ کے دن دیکھنے کے لئے کس طرح اس کو کم اہمیت دے سکتے ہیں، کس طرح دعاؤں کی طرف کم توجہ دی جاسکتی ہے۔۔۔جماعت احمدیہ کو تو جماعتی اور دنیا کے حالات کو دیکھتے ہوئے پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے کی ضرورت ہے۔۔۔تو جیسا کہ مَیں نے شروع میں دعا کے بارے میں کہا تھا، دعا ہی ہے جو ہمارا اوڑھنا ہو، ہمارا بچھونا ہو۔ دعا ہی ہے جس پر ہمیں مکمل طور پر یقین ہونا چاہئے، اس کے بغیر ہماری زندگی کچھ نہیں۔۔۔گزشتہ سو سال سے زائد عرصہ سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ ہی ہمیں سنبھالتا رہا ہے، ہماری مشکلیں آسان کرتا رہا ہے، آج بھی وہی خدا ہے جو ان دکھوں کو دور کرے گا ان شاء اللہ۔ بظاہر ناممکن نظر آنے والی چیز، ناممکن نظر آنے والی بات محض اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ممکن بن جایا کرتی ہے اور ان شاء اللہ بن جائے گی۔ بڑے بڑے فرعون آئے اور گزر گئے لیکن الٰہی جماعتیں ترقی کرتی ہی چلی گئیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ مضطر بن کر اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکیں۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ 28/ نومبر 2003ء خطبات مسرور جلد اوّل صفحہ 497 تا 511)

پس یہ وہ خدائی جماعت ہے جو ہر دم اِک بلندی کی طرف چڑھ رہی ہے۔ خدا ترقی کی نئی اور بلند منازل ہمارے سامنے کھولتا چلا جارہا ہے۔ یہ جماعت غالب آنے کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ کوئی ابتلاء کوئی آزمائش ہمارے پائے ثبات میں لغزش کا باعث نہیں بنے گا اور وہ دن ضرور آئے گا کہ ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں: "یاد رکھیں کہ یہ گالیاں جو اُن کے مُنہ سے نکلتی ہیں اور یہ تحقیر اور یہ توہین کی باتیں جو اُن کے ہونٹوں پر چڑھ رہی ہیں اور یہ گندے کاغذ جو حق کے مقابل پر وہ شائع کر رہے ہیں یہ اُن کے لئے ایک رُوحانی عذاب کا سامان ہے جس کو اُنہوں نے اپنے ہاتھوں سے طیار کیا ہے۔ دروغگوئی کی زندگی جیسی کوئی زندگی نہیں۔ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ اپنے منصوبوں سے اور اپنے بے بنیاد جھوٹوں سے اور اپنے افتراؤں سے اور اپنی ہنسی ٹھٹھے سے خدا کے ارادے کو روک دیں گے یا دنیا کو دھوکہ دے کر اس کام کو معرض التوا میں ڈال دیں گے جس کا خدا نے آسمان پر ارادہ کیا ہے۔ اگر کبھی پہلے بھی حق کے مخالفوں کو اِن طریقوں سے کامیابی ہوئی ہے تو وہ بھی کامیاب ہو جائیں گے۔ لیکن اگر یہ ثابت شدہ امر ہے کہ خدا کے مخالف اور اُس کے ارادہ کے مخالف جو آسمان پر کیا گیا ہو ہمیشہ ذلّت اور شکست اُٹھاتے ہیں تو پھر ان لوگوں کے لئے بھی ایک دن ناکامی اور نامرادی اور رُسوائی درپیش ہے خدا کا فرمودہ کبھی خطا نہیں گیا اور نہ جائے گا۔ وہ فرماتا ہے:

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيۡ (الْمُجَادَلَةِ:22) یعنی خدا نے ابتداء سے لکھ چھوڑا ہے اور اپنا قانون اور اپنی سنّت قرار دے دیا ہے کہ وہ اور اُس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔ پس چونکہ مَیں اُس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے بلکہ اُسی نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پاکر اور اُسی میں ہو کر اور اُسی کا مظہر بن کر آیا ہوں۔ اِس لئے مَیں کہتا ہوں کہ جیسا کہ قدیم سے یعنی آدم کے زمانہ سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہمیشہ مفہوم اس آیت کا سچا نکلتا آیا ہے ایسا ہی اب بھی میرے حق میں سچا نکلے گا۔"

(نزول المسیح روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 380، 381۔ ایڈیشن 2021ء۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکشنز لندن)